© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں پارلیمنٹ میں تعلیمی بجٹ پر بحث کے دوران میں مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب نے جو پُرزور اور جرأت مندانہ تقریر نصاب کی مروجہ کتابوں پر کی ہے وہ پارلیمنٹ کی تاریخ میں اُسی طرح ایک یادگار کی حیثیت سے رہے گی جس طرح مولانا ابوالکلام آزاد کی تقریر جو انھوں نے اُردو ہندی کے مسئلہ پر ٹنڈن جی کے جواب میں کی تھی تاریخ میں اپنا ایک مستقل مقام رکھتی ہے۔ آیندہ نسلیں اُن کو پڑھیں گی اور حق گوئی جرأت و بیباکی اور صاف گوئی کا سبق لیں گی۔ مولانا نے فرمایا:

"پچھلے برسوں میں گورنمنٹ آف انڈیا کی وزارتِ تعلیم اور وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کے سامنے میں نے تقریباً ۲۵- ۳۰ کتابیں مختلف ریاستوں سے پیش کر کے ضبط کرائی تھیں۔ ان کی تفتیش کی تو معلوم ہوا اور اسٹیٹ گورنمنٹوں نے بھی تسلیم کیا کہ ہم نہیں کہہ سکتے کس طرح وہ کتابیں داخلِ نصاب ہوئیں۔ آخر وہ سب کتابیں ضبط ہوئیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک سلسلہ ہے جو سیلاب کی طرح اب بھی قائم ہے پچھلے زمانہ میں تقریباً ۷۵ کتابوں کے بارہ میں ایک فہرست بنا کر بھیجی گئی ہے"

آگے چل کر فرمایا:

"صورتِ حال دوچار۔ دس بیس کتابوں کے بیان کر دینے سے واضح نہیں ہوتی۔ آج اگر کوئی کمیٹی بٹھائی جائے اور مکمل چھان بین کرائی جائے تو میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ پچاس فی صدی کتابیں پرائمری اور مڈل تعلیم کے کورس میں اس قسم کی داخل ہیں جن میں سیکولرزم کے خلاف ایک خاص مذہب کا پروپگنڈہ کسی نہ کسی طریقے سے کیا گیا ہے یا ان میں کسی مذہب کی کھلی ہوئی توہین موجود ہے چاہے وہ الہامی کتاب کے بارہ میں ہو مثلاً مسلمانوں کے قرآن یا پیغمبر اسلام کے بارہ میں ہو یا مسلمان بادشاہوں کے کسی خاص واقعہ سے متعلق ہو۔"

© rasailojaraid.com

پوری تقریر کافی طویل ہے جو اردو اخبارات میں قسط وار شائع ہوئی ہے اور قارئین میں سے اکثر کی نظر سے گذر چکی ہوگی۔ ہم نے یہاں اس کا مختصر اقتباس چند باتوں کی طرف توجہ مبذول کرانے کی غرض سے نقل کیا ہے۔

(۱) پہلی بات جو اس تقریر سے معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ صورت حال کس درجہ افسوسناک اور تشویش انگیز ہے یعنی معاملہ صرف دو چار اور دس بیس کتابوں کا نہیں ہے بلکہ مولانا نے دعویٰ کیا ہے کہ پچاس فی صدی کتابوں کا حال یہی ہے پھر یہ صورت حال کسی ایک ریاست میں نہیں بلکہ متعدد ریاستوں میں ہے۔

(۲) دوسری بات جس کا انکشاف ہوتا ہے یہ ہے کہ کم از کم جہاں تک نصاب کی کتابوں کا تعلق ہے — اور ظاہر ہے یہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ نہایت اہم اور بنیادی چیز ہے — جمعیۃ علماء ہند کا مرکز بغیر کسی طرح خاموشی مگر کمال بیدار مغزی اور عقل و جذبات کے توازن کے ساتھ مسلمانوں کی اور اسلام کی اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ پچیس تیس کتابیں جمعیۃ کی تحریک پر ضبط ہو گئیں اور مزید ۵۰ کتابوں کی فہرست حکومت کے زیر غور ہے۔ یہ اتنا بڑا کام ہو گیا اور یہاں کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی۔ نہ اخبارات میں پروپیگنڈہ، نہ جلسے، نہ جلوس اور نہ پوسٹر شائع ہوئے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ کام کرنے کا طریقہ کون سا زیادہ صحیح اور درست ہے؟ پبلک میں چیخ و پکار کرکے فرقہ وارانہ امن کی فضا کو مکدر کرنا جس کے باعث بعض اوقات خود حکومت کو کسی نتیجہ خیز فیصلہ کرنے میں دشواری ہوتی ہے یا خاموشی کے ساتھ آئینی اور دستوری کارروائی کرنا۔

(۳) تیسری بات جو سب سے زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ مولانا پہلے پچیس تیس کتابیں ضبط کرا چکے ہیں اور پھر بھی جو بہت سی کتابیں رہ گئی ہیں اور ان سے مسلمان بچوں اور بچیوں کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کے خلاف اس شد و مد اور جرأت و ہمت کے ساتھ احتجاج کر رہے ہیں تو اس کی بنیاد کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کی بنیاد اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے کہ ملک کی حکومت دستوری طور پر سیکولر ہے اس لئے قانوناً یہ ناممکن اور ناجائز ہے کہ وہ کسی خاص ایک مذہب کا پروپیگنڈہ کرے یا کسی دوسرے مذہب کی توہین و تنقیص کرے۔ یہ تنبیہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مسلمانوں میں بعض مذہب زدہ لوگ اب بھی ایسے موجود ہیں جو اتنی موٹی اور معمولی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں مختلف مذہب و ملت کے لوگ رہتے ہوں سیکولر نظام سے بہتر کوئی دوسرا نظام حکومت ہو ہی نہیں سکتا بشرطیکہ اس نظام اور اس کے مقتضیات و مطالبات پر اس کی پوری اسپرٹ اور ایمانداری کے ساتھ عمل کیا جائے۔

گذشتہ ماہ میں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کا بل پارلیمنٹ میں اور پھر اخبارات میں بڑا چرچا رہا۔ یہ معلوم ہی ہے